OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:2, Issue: 2,July-Dec 2021
DOI:10.51665/al-duhaa.002.02.0137, PP: 328-337

کتاب "القطوف الدانیہ فی تحقیق الجماعۃ الثانیہ" کی تلخیص ومستنبطات اور جماعتِ ثانیہ میں کراہتِ تحریم کا تحقیقی جائزہ

The Derived Understandings and Interpretations of the Book" Al-Quṭūf al-Dāniyat fī Taḥqīq al-Jamā'at al-Thāniyat" Along With Solid Analysis of Second Congregational Prayer

Published: 31-12-2021
Accepted: 25-10-2021
Received: 25-09-2021

Dr. Qaisar Bilal
Lecturer in Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology
Email: qaisarbilal@kust.edu.pk

Mr. Nisar Mehmood
Lecturer in Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology, Kohat
Email: Nisarmehmood148@gmail.com

Dr.Sadiq Ali
Lecturer in Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology, Kohat
Email: Sadiqaliktk@gmail.com

Abstract

The fact that always be considered is the contemplation of internal feelings of every practiced Muslim to please Almighty Allah. It occurs via observing and following His commands and orders through prescribed manner of the Messenger Muhammad Peace Be upon Him, but sometimes it becomes so complex and multipart to identify the right step of actions, streamline with shariah standards even difficult to recognize the difference between preferred and Non-preferred, lawful and prohibited. So among these situations, second congregational prayed in one masjid, an issue faced by common people.
The classical literature is the witness of unanimous ruling in two situations of second congregational prayer; i.e. congregation (Jama'at) in the Masjid and congregation in public places. The third situation requires little deep understanding to know the actual ruling of shariah, which is congregation (Jama'at) in the same Masjid but appointed Imam performs original Jama'at. Different scholars have presented different opinions.

This paper emphasis on the third situation where the detailed discussion has been made in the light of the mentioned book in the title to draw the neat and clear line of action for the practiced Muslim along with the provision of different narrations and Shariah rulings in order to interpret the reality and to avoid all sort of confusions.

Keyword: *Congregational Prayer, Shariah Standards, Practiced Muslim*

ا۔ تعارف:

امت مسلمہ کی خواہش یقینی ہے کہ باری تعالی کے حکم اور اللہ کے برگزیدہ رسول کے حکم کے مطابق ایک عمل کرکے باری تعالی اور اس کے پیغمبر کو راضی کرے، لیکن بسا اوقات یہ واضح نہیں ہوتا کہ اللہ کے رضا کے لیے ہم کیا منتخب کریں، راجح کیا ہے؟ مرجوح کیا ہے؟ کیا بہتر ہے اور کیا جائز؟ ان احکامات کو علمائے علم شریعت واضح کرتے ہیں۔ ان احکامات میں سے ایک حکم ایک ہی مسجد میں دوسری جماعت کا ہے، بظاہر جماعت کی فضیلت وارد ہے، اچھی بات ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا ہو، لیکن اللہ کے رسول کے سنت سے تین طرح کے امور ثابت ہوئے ہیں [۱] جماعت جبکہ اسی مسجد میں ہو اور [2] جماعت کہ اسی مسجد کے علاوہ عام مکانات میں ہو اور [۳] اسی مسجد میں ہو لیکن راتب نماز اس سے پہلے ادا ہو یہ دوسری نماز جماعت سے ادا ہو۔

پہلی دو صورتیں بالاتفاق جائز ہیں جبکہ آخری صورت یعنی جماعتِ ثانیہ کے کراہت اور عدم کراہت کے بارے میں اہل علم متفق نہیں ہیں، کراہت کے اندر پھر اختلاف ہے کہ مکروہِ تنزیہی ہے یعنی خلاف اولی ہے یا مکروہِ تحریمی یعنی گناہ میں حرام کے برابر، ایک جماعت نے کراہتِ تحریمی کا قول کیا ہے کہ ایسا کرنا گناہ ہے۔ الحاصل اس رسالہ میں یہ تحقیق ذکر ہوگی کہ دوسری جماعت کی حیثیت کیا ہے۔ اس بات میں شک نہیں کہ اس باب پر کام ہوا ہے، بلکہ حضرت رشید احمد گنگوہی کا رسالہ "القطوف الدانیہ فی تحقیق الجماعۃ الثانیہ" اس باب میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے، یہ رسالہ سو سال پہلے تصنیف ہے، یہ فارسی زبان میں ثبت ہے اور اس کا ایک ترجمہ خودِ مصنف نے لکھا ہے اُردو زبان میں لیکن وہ اُردو بھی فارسی زبان سے کم نہیں۔ اس لئے یہ دعوی کیا جاسکتا ہے کہ اس رسالہ کا افادہ عام نہیں، صرف مخصوص طبقہ ہی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے یعنی علماء اور طلباء۔ کیونکہ یہ فارسی زبان اور مشکل اُردو زبان میں ہے۔ اس رسالہ کے فائدہ کو عام کرنے کیلیے اس رسالے میں کوشش کی گئی ہے کہ عوام بھی اسکو سمجھیں اور اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ یعنی اس رسالے کی تلخیص اور تسہیل میں عوام کے اذہان کا لحاظ رکھا گیا ہے تاکہ وہ اس سے از حد استفادہ حاصل کرسکیں۔

۲۔ تعارف اور اہمیت

امتِ مسلمہ دین کے اندر مسابقت یعنی نیکی میں پہل کرنے کی شوق رکھتی ہے، کوشش کرتی ہے کہ ان کا ہر کام اللہ کے خوشنودی کے مطابق ہو لیکن جن مسائل میں اختلاف ہو اس مسئلہ میں تشویش کا شکار ہو جاتی ہے، ان کی کوشش ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس مسئلہ کی نوعیت واضح ہو تاکہ فوری قابل عمل ہو جائے، ان مسائل میں اس ایک مسئلہ نماز کا جماعت سے ادا کرنا ہے، امت صالحہ کے اولیاء میں ایسے لوگ بھی گذرے ہیں جنہوں نے چالیس سال میں ایک نماز بھی تکبیرۃ الاولی کے بغیر ادا نہیں کی، امام صاحب کے بارے میں مشہور ہے کہ پوری زندگی میں ایک بھی نماز پہلی تکبیرہ کے بغیر ادا نہیں کی۔ اگر ایسے لوگ ہوں اور ان سے خدانخواستہ کوئی نماز چھوٹ جائے اور کہا جائے کہ دوسری جماعت نہیں ہوتی تو ظاہر ہے ان کی دل شکنی ہوگی اور

مایوسی پیدا ہوگی ان کے اندر، اب ظاہر ہے ان کے عدم اطمینان کو دور کرنے کے لئے از حد لازمی ہے کہ ان حضرات کو مسئلہ واضح کردیا جائے اور یہ نصیحت کردی جائے کہ جماعت اولی کا اہتمام کریں اس جماعت سے انفرادی نماز بہتر ہے۔ بلکہ اہل علم نے کہ اس جماعت کی حیثیت جماعت کی نہیں ہے۔ درج ذیل سطور ان مسائل کو واضح کردینگے۔

۳۔ صلبِ موضوع اور چند بنیادی امور

ہمارا موضوع ہے کہ جماعتِ ثانیہ کی حیثیت کیا ہے؟ کیا اگر کوئی یہ کہے کہ پہلی جماعت میں نہ سہی دوسری میں شریک ہو جائیں گے کیا ان کو جماعت کا اجر ملے گا کہ نہیں؟ اس لئے ہم مسئلہ کی وضاحت کے لئے اس موضوع کے متعلق چند بنیادی امور کو زیر بحث لاتے ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ جماعت اولی { پہلی جماعت }

- جماعتِ اولی کی نوعیت
- جماعت اولی کی تاکید
- جماعتِ اولی کی فضیلت

۲۔ جماعتِ ثانیہ { دوسری جماعت }

- جماعتِ ثانیہ کی نوعیت
- جماعتِ ثانیہ کا ثبوت
- جماعتِ ثانیہ کی کراہت اور عدم کراہت پر بحث
- جماعتِ ثانیہ مکروہِ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیہی؟
- جماعتِ ثانیہ میں جماعت کا اجر ملتا ہے؟

۴۔ جماعتِ اولی کی نوعیت

جماعت اولی کی فرضیت، وجوب اور سنتیت کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔

امام ابو داود کی کتاب سنن ابی داود کی معتمد شرح بذل المجہود میں مولانا خلیل احمد سہارنپوری کے لکھا ہے کہ "ابن العربی کہتے ہیں کہ اس باب میں علماء کے تین اقوال ہیں ،[۱] جماعت کے ساتھ نماز مستحب ہے جو کہ اکثر علماء کا مذہب ہے۔[۲] جماعت کے ساتھ نماز فرض ہے جو اہل الظاہر اور امام اوزاعی کا مذہب ہے۔[۳] جماعت کے ساتھ نماز مندوب ہے، مندوب کا معنی یہ ہے کہ یہ اچھی بات ہے کہ نماز جماعت سے ادا کردی جائے۔ باعثِ اجر ہے۔ ایک اور مذہب بھی ہے کہ جماعت فرضِ کفایہ ہے، یعنی بعض کی ادا سے عدم شرکت کا گناہ ساقط ہو جاتا ہے۔[1]

مزید لکھا ہے کہ ابن رسلان لکھتے ہیں کہ اس امر پر علماء متفق ہیں کہ جماعت کو عذر کے بغیر چھوڑ دینا اس میں گنجائش نہیں ہے چاہے ہم اس کو فرض کہیں یا سنت، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر جماعت فرض ہو تو عذر کے ساتھ گناہ ساقط ہو جاتا ہے اور اگر سنت ہو تو کراہت ساقط ہو جاتی ہے، مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اجر ترک کے باوجود بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ البتہ امام نووی نے لکھا ہے کہ اگر اس کو عذرِ مسلسل روکے رکھے تو اُمید ہے کہ اس کو فضیلت حاصل ہوگی۔[2]

مزید لکھا ہے کہ ابن ارسلان کا قول ابتدائے اسلام میں تھا، یا اس کا مطلب یہ ہے کہ گھر میں فضیلت حاصل نہ ہو گی، اور ابن ارسلان کا مذہب اجماع کے خلاف ہے اگر وہ مراد یہ لیتے ہیں کہ نماز ادا نہ ہو گی۔[3]

مولانا محمد عاقل صاحب نے الدر المنضود میں لکھا ہے کہ جماعت کے متعلق علماء کے مذاہب مختلف ہیں [۱] امام احمد کے نزدیک فرض عین ہے [۲] امام اوزاعی اور ظاہریہ کے ہاں فرض ہونے کے ساتھ نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط بھی ہے یعنی جماعت باطل ہے سرے سے ادا بھی نہیں ہے [۳] امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور جمہور علماء کے ہاں یہ سنتِ موکدہ ہے [۴] امام کرخی حنفی اور امام طحاوی کے نزدیک اور علامہ نووی کے ہاں مختار مذہب کے بناء پر فرض کفایہ ہے [۵] ایک انوکھا مذہب یہ بھی ہے کہ پورے شہر کے لحاظ سے فرض کفایہ اور ہر مسجد کے اعتبار سے سنت اور ہر شخص کے لحاظ سے مستحب ہے۔ اور یہ مذہب ایسر اور اجمع الاقوال ہے۔[4] امام ابو حنیفہ کا مسلک واضح ہے کہ یہ سنت موکدہ ہے۔

۵۔ جماعت اولی کی تاکید

جماعت کی تاکید آپ علیہ السلام کی روایات سے ثابت ہے۔ ایک حدیث میں آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ " اس ذات پر قسم جس نے میری جان کو قبضہ میں رکھا ہے، بے شک میرا ارادہ ہے کہ میں لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں اور جب لکڑیاں جمع کر دی جائیں تو میں نماز کا حکم دوں، پس آذان دی جائے پھر میں ایک شخص کو حکم دوں جو امامت کرے اور میں ان لوگوں کے پیچھے چلا جاوں [جو قصدا جماعت کو حاضر نہ ہوں] اور ان کے گھر جلا دوں، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر ان لوگوں کو علم ہوتا کہ ان کو عمدہ اُونٹ اور دو مایہ ناز گھوڑے ملتے ہیں تو ضرور عشاء کی نماز کو حاضر ہوتے۔[5]

علامہ عینی نے اس حدیث کے ضمن میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے وجوب ثابت ہوتا ہے، کیونکہ اس حدیث میں سخت وعید وارد ہے۔ اور اسی طرح امام بخاری کی ذکر کردہ ایک حدیث میں " لم یطع امہ " بھی ذکر ہے، اطاعۃ الوالدین چونکہ فرض ہے اور جماعت میں ماں کا حکم نہ ماننا اس بات کی دلیل ہے کہ جماعت واجب ہے اور جماعت کی سخت تاکید ذکر ہے۔ اور عشاء کی نماز کا ذکر اس بات کی وجہ سے ہے کہ مجاہدہ کی وجہ سے یہ نماز منافقین پر بہت بھاری ہوتی ہے۔[6]

علامہ عینی نے تاکید الصلاۃ بالجماعۃ کے لئے متعدد احادیث ذکر کی ہیں مثلا [۱] کہ اندھے صحابی آپ علیہ السلام کے پاس آئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میرے پاس کوئی قائد نہیں جو مجھے مسجد کی طرف لے جائے کیا میرے لئے رخصت ہے کہ میں گھر میں نماز پڑھوں، آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں، جب وہ چلنے لگے تو ان کو بلایا اور پوچھا کہ آپ آذان سنتے ہیں ؟ انہوں نے جواب دیا ہاں، تو ارشاد فرمایا پھر مسجد جائیں۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ " جو شخص آذان کی آواز سنے اور نماز کی طرف نہ جائے اسکی نماز نہیں ہوتی سوائے عذر کے " اور اسی طرح ایک حدیث ہے کہ " قوموں کو چاہئیے کہ وہ جماعات کے ترک سے باز آجائیں ورنہ اللہ اس کے دلوں پر مہر لگا دیگا" ایک حدیث میں ہے کہ " جو شخص نماز کی نداء سنے اور وہ ٹھیک حالت میں ہو اور جماعت کی طرف نہ جائے سوائے عذر کے، اس کی جماعت کے علاوہ نماز قبول نہیں ہوتی، پوچھا گیا کہ عذر کیا ہے، تو جواب عطا ہوا کہ مرض یا خوف۔[7] ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ نماز با جماعت کی انتہائی تاکید وارد ہے، انہی روایات کو مد نظر رکھتے ہوئے بعض علماء نے فرضیت کا قول کیا ہے۔

۶۔ جماعت کی فضیلت

اس بات میں شک نہیں کہ نماز افضل ترین عبادت ہے، اللہ تعالی نے متعدد مقامات پر نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے، جس کثرت سے نماز کا حکم دیا گیا ہے اسی طرح کسی اور عبادت کا حکم نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارکانِ اسلام کا دوسرا عظیم رکن نماز بتلایا ہے، آپ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ افضل ترین عبادت کونسی ہے؟ آپ علیہ السلام نے جواب دیا کہ " مساجد میں نماز"

متعدد احادیث میں یہ آیا ہے کہ نمازوں کی حفاظت کریں، جس شخص نے چالیس دن تکبیر اول کا اہتمام کیا اس کو دو خصوصی انعام ملتے ہیں [۱] منافقت سے آزادی [۲] جہنم کی آگ سے آزادی۔ جماعت جانے پر نمازی کے ہر قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے، ایک گناہ مٹادیا جاتا ہے۔

امام ابوداود نے اپنی سنن میں جماعت کی فضیلت پر احادیث لائے ہیں، ایک حدیث ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ "اگر تم جانتے کہ ان نمازوں کی اہمیت اور فضیلت کیا ہے تو گھٹنوں کے بل آتے [لیکن فضیلت کے احراز کے لئے حاضر ہوتے] اور صف اول فرشتوں کی صف کی مثال ہے اور اگر تم کو صف اول کی فضیلت کا علم ہوتا تو لڑ جگڑ کر فضیلت حاصل کرتے اور ایک شخص کے ساتھ دوسرے کی نماز افضل ہے اکیلے نماز سے، اور اسی طرح دو لوگوں کے نماز اولی ہے ایک کے ساتھ نماز پڑھنے سے، اسی طرح کثرت کے ساتھ پڑھنا اللہ کو بہت محبوب ہے"[8]

شرح الاقناع میں جماعت کے ساتھ نمازوں کے مراتب نقل ہوئے ہیں کہ کونسی نماز زیادہ بہتر ہے، سب سے زیادہ فضیلت صلاۃ الجمعۃ کو حاصل ہے اور اسکے بعد جمعہ کی صبح کو، پھر ہر روز صبح، پھر عشاء اور پھر عصر، ظہر اور مغرب مرتبہ میں برابر ہیں۔[9]

۷۔ جماعتِ ثانیہ اور متعلق بحوث

۱۔ جماعت ثانیہ کی تعریف:

جماعت ثانیہ سے مراد چار طرح ہو سکتے ہیں

[۱] ایک ہی مسجد میں ایک ہی آذان واقامت کے ساتھ دوسری جماعت۔

[۲] ایک ہی مسجد میں مختلف آذان واقامت کے ساتھ دوسری جماعت۔

[۳] ایسی مسجد جہاں امام اور موذن نہ ہوں، دوسری جماعت۔

[۴] ایسی جگہ جہاں نمازیں پڑھی جاتی ہوں لیکن اس جگہ کو مسجد کا رتبہ حاصل نہ ہو، وہاں دوسری جماعت۔

۲۔ جماعتِ ثانیہ کی نوعیت:

درج بالا ہر قسم کے اعتبار سے جماعتِ ثانیہ کا حکم بدل سکتا ہے۔ ویسے علی الاطلاق اس میں دو طرح اقوال مشہور ہیں

[۱] دوسری جماعت مکروہِ تنزیہی ہے۔

[۲] دوسری جماعت مکروہِ تحریمی ہے۔

اس بات میں شک نہیں کہ بہر صورت کراہت موجود ہے۔

[۱] ایک ہی مسجد میں ایک ہی آذان واقامت کے ساتھ دوسری جماعت۔

ادائے جماعتِ ثانیہ کی پہلی قسم ہے کہ کیا ایک ہی مسجد میں گذشتہ آذان و اقامت کے دوسری جماعت پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟اس مسئلہ کو ہم اگر بنیاد کہہ دیں تو بے جانہ ہوگا، یہی اور آنے والی قسم دراصل وہ اقسام ہیں جن کے بارے قول کراہت میں اتفاق ہے۔

ہم اجمالی طور پر سب سے پہلے ان دونوں کا حکم ذکر کرتے ہیں اور پھر دلائل کی طرف آتے ہیں۔

مسجد ایک ہے اس میں باضابطہ آذان بھی ہوتی ہے اور امامت بھی، اس میں دوسری جماعت کے بارے میں علماء کے متعدد اقوال ہیں، امام احمد ابن حنبل کے نزدیک جائز ہے بلا کراہت، ائمہ ثلاثہ کے ہاں مکروہ ہے۔[10]

امام ترمذی نے جواز کا قول امام احمد کا لکھا ہے اور امام شافعی اور امام مالک کا قول عدم جواز لکھا ہے۔[11]

مولانا محمد عاقل صاحب نے الدر المنضود میں لکھا ہے کہ یہ کراہت محلّہ کی مسجد میں ہے، ایسی مساجد جو راستوں پر ہوں ان میں کراہت نہیں ہے، لیکن صحیح اور مفتی بہ یہ ہے کہ مطلّقا دوسری جماعت مکروہ ہے۔ چاہے محلّہ کی مسجد ہو یا راستے کی۔[12]

جماعتِ ثانیہ کا ثبوت:

جو ائمہ جماعتِ ثانیہ کے جواز کے قائل ہیں ان کے لئے امام ترمذی اور امام ابو داود کی یہ حدیث ہے کہ "ایک شخص مسجدِ نبوی میں نماز پڑھ رہے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ان کو دیکھا کہ اکیلا ہے اور ارشاد فرمایا کہ ہے کوئی جو اس شخص پر صدقہ کر دے، یعنی اس کا ثواب دوبالا کر دے، امام ترمذی کے مطابق" فقام الرجل فصلی معه"کا ذکر ہے کہ ایک صحابی آئے اور اس کے ساتھ نماز پڑھی"[13]

لیکن علامہ بدر الدین عینی نے اس کا جواب نقل فرمایا ہے کہ اس حدیث میں کہیں بھی اس بات کی تصریح نہیں کہ یہ دونوں کی فرض نماز تھی اور ظاہر ہے کہ اگر دوسرے شخص کی نماز نفل کی حیثیت سے ہوگی، اور نفل پڑھنے والے کی نماز فرض پڑھنے والے کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ چاہے دوسری جماعت کیوں نہ ہو۔[14]

مولانا محمد عاقل صاحب نے الدر المنضود میں لکھا ہے کہ " تمام کتب احادیث میں جماعتِ ثانیہ کا صرف یہی ایک واقعہ ملتا ہے، حالانکہ اس مسئلہ میں ابتلائے عام ہے مسجدِ نبوی مرکزی مسجد تھی، جیوش اور سرایا اکثر آیا کرتے، اگر جماعتِ ثانیہ مستحب اور مستحسن ہوتی تو ضرور متعدد واقعے پیش آتے لیکن یہ ایک واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ایک مخصوص ہیئت کا واقعہ ہے یعنی صلوۃ المتنفل خلف المفترض کا"

مزید لکھا ہے کہ:

> "اور اسی طرح اگر لوگوں کو اس بات کی اجازت دی جائے کہ دوسری جماعت میں شرکت کر سکتے ہیں تو یہ تقلیل جماعت کا باعث ہوگا، جو کہ شعائر اسلام کے خلاف ہے۔ ہر کوئی بس اپنی مرضی پر علیحدہ کریگا اور یقینا شریعت کا غرض فوت ہوگا"

اور جہاں پر جماعتِ ثانیہ کے بارے احادیث نقل ہیں سب خارج المسجد پر محمول ہیں، وہ احادیث اور ان کی حالات خود ایک عظیم دلیل ہے کہ وہ نمازیں جو دوسری جماعت کے ساتھ ادا ہوئیں سب مسجد کے باہر تھیں۔[15]

جماعتِ ثانیہ کی کراہت اور عدمِ کراہت پر مفصل بحث:

اس بات پر فقہائے احناف کا اتفاق ہے کہ مسجد کا امام اور موذن ہو یا نہ ہو دوسری جماعت مکروہ تنزیہی ہے، اور یہ بھی متفق علیہ ہے کہ مسجد کے باہر دوسری جماعت جائز ہے گو مسجد کی سعادت حاصل نہ ہوگی۔

یہ واضح ہے کہ قرن اول میں تکرار جماعت کی عادت نہ تھی، اگر بالفرض کوئی جماعت سے رہ بھی جاتا تھا تو دوراندیش علماء جو اتفاق واتحاد سے محرومی جیسے باعث کو سمجھتے تھے وہ مکروہِ تحریمی کا فتوی دیتے۔ جو علماء اس راز سے ناواقف تھے وہ "لا باس" کہتے، بہر حال فتوی ان کا بھی کراہتِ تنزیہہ کا تھا، ان کے زمانے میں ہماری طرح عادت نہیں تھی کہ جماعتِ ثانیہ کی تعداد اصل جماعت سے زیادہ ہوتی ہے۔ بلکہ مشاہدہ کیا جا چکا ہے کہ بعض عناصر اختلاف کو پھونک دے کر قصداً ایسا کرتے ہیں۔ علماء سمجھتے ہیں کہ اگر اس کی اجازت دی جائے تو ضرور نا اتفاقی پیدا ہوگی، زمانوں کے اختلاف سے احکام بھی بدلتے ہیں، جس طرح عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ اگر زیارۃ القبور کے باب میں اللہ کے رسول علیہ السلام کو علم ہوتا کہ آج کل کی عورتوں نے کیا بنا رکھا ہے تو ضرور منع فرماتے۔ حالات کے ساتھ احکام بدلتے ہیں، تو اگر آج کل عوام کی سستی دیکھ کر ایک مفتی حرمت کا فتوی دے تو کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔[16]

بدائع الصنائع میں کراہت تحریم عقلا اور نقلا ثابت کیا ہے۔

حضرت عبد الرحمٰن ابن ابی بکر نے ابو بکر رضی اللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ علیہ السلام ایک بار باہر تشریف لے گئے جب واپس آئے تو جماعت ہو چکی تھی، آپ سیدھا کسی رشتہ دار کے گھر گئے، اور وہاں جا کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھی، اس روایت سے دو چیزیں ثابت ہوتی ہیں کہ جماعت ثانیہ مکروہ اور دوسری جگہ جو مسجد کے علاوہ ہو وہاں جماعت کے جواز میں کوئی شک نہیں۔[17]

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ جب صحابہ نماز سے رہ جاتے تو انفرادی طور پر نماز پڑھتے، اگر جماعتِ ثانیہ مستحسن ہوتی تو ضرور جماعت سے ادا کرتے۔[18] بدائع کے اسی حوالہ سے ہے کہ اگر عوام کو پتہ چلے کہ جماعتِ اولی کے بعد دوسری جماعت نہیں ہے تو نماز پڑھنے کے لئے جلدی آئیں گے اور جماعت بھی بھاری ہوگی اور اگر دوسری جماعت کو مستحسن قرار دیں تو لوگ سست ہونگے اور جماعت اولی کی تقلیل ہوگی، اور تقلیلِ جماعت مکروہ ہے۔

یہ بات واضح رہے کہ مکروہ جب مطلق ذکر ہو تو فقہاء کے ہاں اس سے مکروہِ تحریمی مراد ہوتی ہے۔ اسی کو علامہ شامی نے رد المحتار میں ذکر کیا ہے۔ اور تصریح کی ہے کہ امام ابو یوسف نے اپنے استاد سے پوچھا کہ جب آپ مکروہ ذکر فرمائیں تو اس سے آپ کا ارادہ کیا ہوتا ہے؟ فرمایا "تحریم"[19] اسی طرح علامہ شامی نے لکھا ہے کہ کراہتِ تنزیہہ کے بھی مراتب ہیں جس طرح استحباب کے مراتب ہوتے۔ وہ جو تحریم کے قریب ہوں اور وہ جو خلاف اولی کے قریب ہوں۔ استحباب کے بھی مراتب ہیں جس طرح فرض، واجب اور سنت۔ الحاصل یہ کہا جا رہا ہے کہ جماعتِ ثانیہ میں بعض ایسی جگہیں ہیں جہاں نماز کراہتِ تنزیہہ کے ساتھ جائز ہے جس طرح احیانا بغیر آذان و اقامت کے مسجد کے کسی کونے میں جماعت۔[20]

علامہ شامی کے ان عبارات سے ماحصل یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے جب مسجد نبوی میں نماز با جماعتِ ثانیہ نہیں پڑھی باوجود اس کے کہ مسجد نبوی میں نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے، یہ کراہت کی دلیل ہے، آپ علیہ السلام کا افضل چھوڑ کر مفضول پر عمل کرنا حکمت سے خالی نہیں۔ آپ علیہ السلام کا وعدہ اور وعید دلیل ہے کہ جماعتِ اولی کی طرف مسابقت اور کوشش کرنی چاہیے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ جمع ہوں اور فضیلت حاصل ہو، جماعتِ ثانیہ میں یہ مذکورہ تمام مصالح فوت ہوتے ہیں۔

شارح ابن الہمام لکھتے ہیں کہ جہاں روایت اور درایت متفق ہوں وہاں اس کو تبدیل کرنا مناسب نہیں ہے کہ اگر جماعتِ ثانیہ اجر کا باعث ہے تو اس کو ترک کرنا اس سے زیادہ اجر کا باعث ہے، آپ علیہ السلام کی ایک حدیث ہے کہ اللہ کی نافرمانی چھوڑنا دو جہاں کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور الاشباہ کا ایک قاعدہ ہے کہ جب مصلحت اور مفسدت جمع ہو جائیں تو دفع المضرت اولی ہوتا ہے، اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ اگر چہ یہ جماعت مشروع ہو پھر بھی اس کا ترک اولی ہے۔ اور ترک الاولی ہی مکروہ تنزیہی کہلاتا ہے۔[21]

اور فتح القدیر کا ایک عمدہ قاعدہ موجود ہے کہ فعلِ سنت سے ترکِ مکروہ اولی ہے، اس قاعدہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں جماعت ثانیہ کا ترک اولی ہے اس کے فعل سے۔

اور امام ترمذی اور امام ابو داود کی احادیث "ایکم یدخر علی ہذا" اور "ایکم یتصدق علی ہذا" کا جواب پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اس سے مراد متنفل کی نماز ہے مفترض کے پیچھے۔ الحاصل یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو مکروہ ہے، وہ ہے جماعتِ ثانیہ یعنی فرض نماز کے پیچھے فرض نماز، صرف تکرار الجماعۃ مکروہ نہیں ہے، ورنہ پھر تو تراویح کی نماز جو فرض عشاء کے بعد ہوتی ہے، بھی مکروہ ہونی چاہیئے، مکروہ یہ ہے کہ ایک ہی فرض نماز کے بعد وہی فرض نماز جماعت کے ساتھ دہرائی جائے۔[22]

متنفل کی نماز مفترض کے پیچھے جائز ہے کیونکہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہے تم میں جو شخص دوسرے کو نماز پر پائے اور اس نے سواری پر نماز پڑھ لی ہو تو اس کے ساتھ جماعت میں شریک ہو [تاکہ اس کا اجر دوبالا ہو جائے]۔ یا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ فیصلہ ایک شخصی فیصلہ تھا کسی دوسرے کو اس پر قیاس نہیں کر سکتے۔

مزید یہ کہ صاحب البحر الرائق ابن نجیم نے لکھا ہے کہ یہ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو اور آذان و اقامت ہو ئی ہو تو آذان و اقامت نہ دے، جب آذان و اقامت مشروع نہیں ہے تو جماعتِ ثانیہ بھی مشروع نہیں ہو گی۔ صاحب البحر کی اس موقع پر یہ روایت اس بات کی دلیل ہے کہ جماعتِ ثانیہ مکروہ ہے۔[23]

اسی طرح علامہ شامی نے امام طحطاوی سے نقل فرمایا ہے کہ تکرار جماعت ہمارے معتمد قول کے مطابق مکروہ ہے۔ البتہ جب کسی مسجد میں اس قوم کے علاوہ کسی اور نے بے ضابطہ نماز پڑھائی ہو یا مکروہ طریقے سے ادا ہو تو جماعت اصلیہ کی جا سکتی ہے۔ البتہ یہ واضح ہو کہ اگر مذاہب کا اختلاف ہو یا نماز اہل بدعت پڑھاتے ہوں وہاں گنجائش ہے لیکن آذان کے بغیر پڑھائے۔[24]

حضرت امام صاحب کا ایک دقیق قول:

حضرت امام ابو حنیفہ سے روایت کہ جماعتِ ثانیہ اگر تین سے زائد ہوں تو مکروہ ہے ورنہ نہیں، یاد رہے یہ ایک قول ہے، حضرت امام کا معتمد مذہب نہیں۔ اور امام ابو یوسف کی ایک روایت ہے کہ اگر ہیئت اولی پر نہ ہو تو جائز ورنہ مکروہ ہے، اسی قول کو بعض علماء نے پسند کیا ہے، خصوصا سفر میں جماعت کے پابند لوگ اس قول پر عمل کر سکتے ہیں۔[25]

کیا جماعتِ ثانیہ میں مکروہ تنزیہی کا قول راجح ہے یا مکروہ تحریمی کا؟

اس باب { جماعتِ ثانیہ میں } چار اقوال مشہور ہیں[۱] مستحسن [۲] مباح [۳] مکروہِ تنزیہی [۴] مکروہ تحریمی۔

[۱] پہلی قسم کی تحقیق گذر چکی ہے کہ اس سے مراد نفل نماز ہے فرض کے پیچھے۔

[۲] دوسری قسم کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ اڈوں کی مساجد میں نماز باجماعتِ ثانیہ پڑھ سکتے ہیں۔ خصوصا مسافر اور ضرورت مند۔ یہ مباح ہے۔

[۳] یہ وہ جماعت ہے جو جماعتِ اصلیہ کے بعد کسی کونے میں بغیر آذان واقامت کے پڑھی جائے۔ یہ مکروہِ تنزیہی ہے۔ [۴] یہ وہ جماعت ہے جو جماعتِ اصلیہ کے بعد کسی کونے میں نئی آذان واقامت کے ساتھ پڑھی جائے۔ یہ مکروہِ

تحریمی۔

۸۔خلاصہ الکلام

جب کراہت معتمد اور ثابت ہو گئی اگرچہ کراہت تنزیہہ ہی ہے تو جماعت ثانیہ کا ترک افضل ہوا اور اکیلے نماز افضل ہوئی، اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ایک افضل نماز صحابہ چھوڑ دیں، وہ ہزاروں مصائب جھیلنے کے باوجود ایک سنت پر عمل کے متلاشی تھے۔ جس طرح بدائع کی وہ حدیث جو صحابہ کی انفرادی نماز پر دلیل تھی کہ

" کانوا یصلون فی نواحی المسجد فرادی"

وہ اکیلے نماز پڑھنے کو ترجیح دیتے لیکن جماعت ثانیہ کو ترجیح نہ دیتے۔ الحاصل یہ عظیم الشان دلیل ہے اس باب میں کہ جماعتِ ثانیہ مکروہ ہے۔ ہم علماء کو چاہیئے کہ ہم وہ کام لوگوں کو نہ بتائیں جس میں وہ سستی اور یسرت کا شکار ہوں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

1۔ خلیل احمد، سہارنپوری، بذل المجہود شرح ابی داود، طبع معہد الخلیل الاسلامی، ج: ۱، ص: ۳۱۳
Khalīl Aḥmad, Sahāranpūrī, Bazl Al-Majhūd Sharḥ Abī Dā,ūd, (Published by: Ma'had Al-Khalīl al-Islāmī), Vol:01,p:313

2۔ خلیل احمد، سہارنپوری، بذل المجہود شرح ابی داود ج: ۱، ص: ۳۱۲
Khalīl Aḥmad, Sahāranpūrī, Bazl Al-Majhūd Sharḥ Abī Dā,ūd,Vol:01,p:312

3۔ ایضاً
Ibid

4۔ محمد عاقل، الدر المنضود شرح ابی داود، طبع مکتبۃ الشیخ کراچی، ج: ۲، ص: ۱۲۶
Muḥammad 'āqil, Al-Durr Al-Manḍūd Sharḥ Abī Dā,ūd, (Published: Maktabat Al-Sheikh, Karāchī),Vol:02,p:126

5۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ج: ۱، حدیث نمبر ۴۰
Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Ṣaḥīḥ Bukhārī, Ḥadīth # 40

6۔ امام عینی، عمدۃ القاری، طبع: رشیدیہ کراچی، ج: ۵، ص: ۱۵۹
'ynī, 'umdat al-Qārī, (Published by: Rashīdiyat, Karāchī), Vol:05,p:159

7۔ ایضاً، ص: ۱۶۱
Ibid,p:161

8۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، ج: ۱، باب فی فضل صلاہ الجماعۃ
Abū Dā,ūd, Sulīmān bin Ash'ath, Al-Sunan, Vol:01, Bāb fī Faḍl Ṣalāt al-Jamā'at

9۔ ھامش البذل للخلیل احمد السہارنفوری، ط مکتبۃ الخلیل، ج: ۱، ص: ۳۱۳
Hāmish Al-Bazl, Khalīl Aḥmad Sahāranpūrī, (Maktabat Al-Khalīl), Vol:01,p:313

10۔ محمد عاقل، الدر المنضود، ج: ۲، ص: ۱۴۰
Muḥammad 'āqil, Al-Durr al-Manḍūd, Vol:02,p:140

11۔ ترمذی، محمد بن عیسی، السنن، ج: ۱، باب الجمع مرتین فی المساجد
Tirmidhī, Muḥammad bin 'īsā, Al-Sunan, Vol:01,Bāb al-Jam' Marrātīn fī al-Masājid

[12]۔ محمد عاقل، الدر المنضود ج: ۲، ص: ۱۴۰

Muḥammad 'āqil, Al-Durr al-Manḍūd, Vol:02,p:140

[13]. ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، ج:ا باب فی الجمع فی المسجد مرتین

Abū Dā,ūd, Sulīmān bin Ash'ath, Al-Sunan, Vol:01, Bāb fī al-Jam' fī al-Masjid Marratyn

[14]۔ محمد ابن العینی، بدر الدین، عمدۃ القاری، ج: ۵، ص: ۳۱۴

Muḥammad bin Al-'ynī, Badr al-Dīn, 'umdat al-Qarī, Vol:05,p:314

[15]۔ محمد عاقل، الدر المنضود، ج: ۲، ص: ۱۴۱

Muḥammad 'āqil, Al-Durr al-Manḍūd, Vol:02,p:141

[16]۔ رشید احمد، القطوف الدانیہ فی تحقیق الجماعۃ الثانیہ فی فتاوی رشیدیہ، الناشر مکتبہ رشیدیہ، ص: ا، ۲

Rashīd Aḥmad, Al-Quṭūf al-Dāniyat fī Taḥqīq al-Jamā'at al-Thāniyat fy fatāwat Rashīdiyat, (Published by: Maktabat Rashīdiyat), pp:1,2

[17]۔ کاسانی، ابو بکر ابن سعود علاو الدین، الکاسانی، بدائع الصنائع، الناشر مکتبہ رشیدیہ، ج: ا، ص: ۱۸۰-۳۷۹

Kāsānī, Abū Bakar bin Sa'ūd, Badā,' al-Ṣanā,', (Published by: Maktabat Rashīdiyat, Karāchī), Vol:01,pp:180-379

[18]۔ ایضاً

Ibid

[19]۔ محمد امین، ابن عابدین شامی، مقدمۃ الشامی، مطلب فی المراد من الکراھۃ

Muḥammad Amīn, Ibn-e-'abdīn Shāmī, Muqaddimat Al-Shāmī, Maṭlab fī al-Murād min al-Karāhat

[20]۔ القطوف الدانیہ فی فتاوی رشیدیہ، الناشر مکتبہ رشیدیہ، ص: ۷۶۰

Rashīd Aḥmad, Al-Quṭūf al-Dāniyat fī Taḥqīq al-Jamā'at al-Thāniyat fy fatāwat Rashīdiyat,p:760

[21]۔ ایضاً، ص: ۷۶۱

Ibid

[22]۔ ایضاً، ص: ۷۶۲

Ibid

[23]۔ زین الدین، ابن نجیم، البحر الرائق، ج: ا، ص: 75

Zyn Al-dyn, Ibn-e-Nujaym, Al-Baḥr al-Rā,q, Vol:01,p:75

[24]۔ محمد امین، ابن عابدین شامی، رد المحتار، ج: ا، مطلب فی ثبوت الجماعۃ الثانیہ

Muḥammad Amīn, Ibn-e-'abdīn Shāmī, Rad al-Muḥtār,Vol:01, Maṭlab fī Thabūt al-Jamā'at al-Thāniyat

[25]۔ رشید احمد، القطوف الدانیہ فی فتاوی رشیدیہ، ص: ۷۶۳

Rashīd Aḥmad, Al-Quṭūf al-Dāniyat fī Taḥqīq al-Jamā'at al-Thāniyat fy fatāwat Rashīdiyat,p:763